بولیں بہن کہ آپ بھی تو لیں کسی کا نام ۲؎ ہے کس طرف توجہ سردار خاص و عام
گر مجھ سے پوچھتے ہیں شہ آسماں مقام قرآں کے بعد ہے تو ہے بس آپ کا کلام
شوکت میں، قد میں، شان میں، ہم سر کوئی نہیں
عباسؑ نام دار سے بہتر کوئی نہیں

عاشق، غلام، خادمِ دیرینہ، جاں نثار ۳؎ فرزند، بھائی، زینتِ پہلو، وفا شعار
جرّار، یادگارِ پدر، فخرِ روزگار راحت رساں، مطیع، نمودار، نام دار
صفدر ہے، شیر دل ہے، بہادر ہے، نیک ہے
بے مثل سیکڑوں میں، ہزاروں میں ایک ہے

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہِ زمن ۴؎ ہاں تھی یہی علیؑ کی وصیت بھی اے بہن
اچھا بلائیں آپ کدھر ہے وہ صف شکن اکبرؑ چچا کے پاس گئے سن کے یہ سخن
کی عرض انتظار ہے شاہِ غیور کو
چلیے پھوپھی نے یاد کیا ہے حضور کو

عباسؑ آئے ہاتھوں کو جوڑے حضورِ شاہ ۵؎ جاؤ بہن کے پاس یہ بولا وہ دیں پناہ
زینبؑ وہیں علم لیے آئیں بہ عزّ و جاہ بولے نشاں کو لے کے شہِ عرش بارگاہ
ان کی خوشی وہ ہے جو رضا پنجتن کی ہے
لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے

رکھ کر علم پہ ہاتھ جھکا وہ فلک وقار ۶؎ ہمشیر کے قدم پہ ملا منھ بہ افتخار
زینبؑ بلائیں لے کے یہ بولیں کہ میں نثار عباسؑ فاطمہؑ کی کمائی سے ہوشیار
ہو جائے آج صلح کی صورت تو کل چلو
ان آفتوں سے بھائی کو لے کر نکل چلو

کی عرض میرے جسم پہ جب وقت تک ہے سر ۷؎ ممکن نہیں ہے یہ کہ بڑھے فوج بد گہر
تیغیں کھنچیں جو لاکھ تو سینہ کروں سپر دیکھیں اٹھا کے آنکھ یہ کیا تاب کیا جگر
ساونت ہیں پسر اسدِ ذوالجلال کے
گر شیر ہو تو پھینک دیں آنکھیں نکال کے

۷۸ مُنہ کر کے سُوئے قبرِ علیؑ پھر کیا خطاب
ذرّے کو آج کر دیا مولا نے آفتاب
یہ عرض خاکسار کی ہے یا ابو تراب
آقاؑ کے آگے میں ہوں شہادت سے کامیاب
سر تن سے ابنِ فاطمہؑ کے رو بہ رو گرے
شبّیرؑ کے پسینے پہ میرا لہو گرے

۷۹ یہ سُن کے آئی زوجۂ عبّاسؑ نامور
شوہر کی سمت پہلے کنکھیوں سے کی نظر
لیں سبطِ مصطفیٰؐ کی بلائیں بچشمِ تر
زینبؑ کے گرد پھر کے یہ بولی وہ نوحہ گر
فیض آپ کا ہے اور تصدّق امام کا
عزّت بڑھی کنیز کی رُتبہ غلام کا

۸۰ سر کو لگا کے چھاتی سے زینبؑ نے یہ کہا
تو اپنی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہے سدا
کی عرض مجھ سی لاکھ کنیزیں تو ہوں فدا
بانوئے نامور کو سُہاگن رکھے خدا
بچّے جئیں ترقیِ اقبال و جاہ ہو
سائے میں آپ کے علی اکبرؑ کا بیاہ ہو

۸۱ قسمت وطن میں خیر سے پھر شہ کو لے کے جائے
یثرب میں شور ہو کہ سفر سے حسینؑ آئے
اُمّ البنینؑ جاہ و حشم سے پسر کو پائے
جلدی شبِ عروسیِ اکبرؑ خدا دکھائے
مہندی تمہارا لال مَلے ہاتھ پاؤں میں
لاؤ دُلہن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں

۸۲ ناگاہ آ کے بالی سکینہ نے یہ کہا
کیسا ہے یہ ہجوم کدھر ہیں مرے چچا
عہدہ علم کا اُن کو مبارک کرے خدا
لوگو مجھے بلائیں تو لینے دو اک ذرا
شوکت خدا بڑھائے مرے عمّو جان کی
مَیں بھی تو دیکھوں شان علیؑ کے نشان کی

۸۳ عبّاسؑ مسکرا کے پکارے کہ آؤ آؤ
عمّو نثار پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ
بولی لپٹ کے وہ کہ مری مشک لیتے جاؤ
اب تو علم مِلا تمھیں پانی مجھے پلاؤ
تحفہ کوئی نہ دیجیے نہ انعام دیجیے
قربان جاؤں پانی کا اک جام دیجیے

فرمایا آپ نے کہ نہیں فکر کا مقام ۸۴ باتوں پہ اُس کی روتی تھیں سیدانیاں تمام
کی عرض آ کے ابنِ حسنؑ نے کہ یا امام انبوہ ہے بڑھی چلی آتی ہے فوجِ شام
عبّاسؑ اب علم لیے باہر نکلتے ہیں
ٹھہرو بہن سے مل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں

(ش)
ناگہ بڑھے علم لیے عبّاسؑ باوفا ۸۵ دوڑے سب اہلِ بیت کھلے سر برہنہ پا
حضرت نے ہاتھ اٹھا کے یہ اک ایک سے کہا لو الوداع اے حرمِ پاکِ مصطفےٰ
صبحِ شبِ فراق ہے پیاروں کو دیکھ لو
سب مل کے ڈوبتے ہوئے تاروں کو دیکھ لو

شہ کے قدم پہ زینبِ زار و حزیں گری ۸۶ بانو پچھاڑ کھا کے پسر کے قریں گری
کلثومؑ تھرتھرا کے بروئے زمیں گری باقرؑ کہیں گرا تو سکینہؑ کہیں گری
اُجڑا چمن، ہر اک گلِ تازہ نکل گیا
نکلا علم کہ گھر سے جنازہ نکل گیا

دیکھی جو شانِ حضرتِ عباس عرش جاہ ۸۷ آگے بڑھی عَلم کے پس از تہنیت سپاہ
نکلا حرم سرا سے دو عالم کا بادشاہ نشتر بدل تھی بنتِ علیؑ کی فغان و آہ
رہ رہ کے اشک بہتے تھے روئے جناب سے
شبنم ٹپک رہی تھی گُلِ آفتاب سے

مولا چڑھے فرس پہ محمدؐ کی شان سے ۸۸ ترکش لگایا ہرنے پہ کس آن بان سے
نکلا یہ جنّ و انس و مَلک کی زبان سے اُترا ہے پھر زمیں پہ بُراق آسمان سے
سارا چلن خرام میں کبکِ دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے چہرہ پری کا ہے

غصے میں انکھڑیوں کے اُبلنے کو دیکھیے ۸۹ جوبن میں جھوم جھوم کے چلنے کو دیکھیے
سانچے میں جوڑ بند کے ڈھلنے کو دیکھیے تھم کر کنوتیوں کے بدلنے کو دیکھیے
گردن میں ڈالیں ہاتھ یہ پریوں کو شوق ہے
بالا دوی میں اس کو ہُما پر بھی فوق ہے

تھم کر ہوا چلی فرسِ خوش قدم بڑھا ۹۰ جوں جوں وہ سوئے دشت بڑھا اور دم بڑھا
گھوڑوں کی لیں سواروں نے باگیں، علم بڑھا رایت بڑھا کہ سروِ ریاضِ ارم بڑھا
پھولوں کو لے کے بادِ بہاری پہونچ گئی
بستانِ کربلا میں سواری پہونچ گئی

پنجہ اِدھر چمکتا تھا اور آفتاب اُدھر ۹۱ اُس کی ضیا تھی خاک پہ، ضو اس کی عرش پر
زر ریزیٔ علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر دولھا کا رُخ تھا سونے کے سہرے میں جلوہ گر
تھے دو طرف جو دو علم اس ارتفاع کے
اُلجھے ہوئے تھے تار خطوطِ شعاع کے

اللہ ری سپاہ خدا کی شکوہ و شاں ۹۲ جھکنے لگے جنودِ ضلالت کے بھی نشاں
کمریں کسے علم کے تلے ہاشمی جواں دنیا کی زیب، دین کی عزت، جہاں کی جاں
ایک ایک دودمانِ علیؑ کا چراغ تھا
جس کو بہشت پر تھا تفوّق وہ باغ تھا

لڑکے وہ سات آٹھ، سہی قد سمن عذار ۹۳ گیسو کسی کے چہرے پہ دو اور کسی کے چار
حیدر کا رعب، نرگسی آنکھوں سے آشکار کھیلیں جو نیمچوں سے کریں شیر کا شکار
نیزوں کے سمت چاند سے سینے تنے ہوئے
آئے تھے عید گاہ میں دولھا بنے ہوئے

غرفوں سے حوریں دیکھ کے کرتی تھیں یہ کلام ۹۴ دنیا کا باغ بھی ہے عجب پُر فضا مقام
دیکھو درود پڑھ کے سوئے لشکرِ امام ہم شکلِ مصطفےٰ ہے یہی عرش احتشام
رایت لیے وہ لال خدا کے ولی کا ہے
اب تک جہاں میں ساتھ نبیؐ و علیؑ کا ہے

دنیا سے اُٹھ گئے تھے جو پیغمبرِ زماں ۹۵ ہم جانتے تھے حسن سے خالی ہے اب جہاں
کیونکر سوئے زمیں نہ جھکے پیرِ آسماں پیدا کیا ہے حق نے عجب حسن کا جواں
سب خوبیوں کا خاتمہ بس اس حسیں پہ ہے
محبوب حق ہیں عرش پہ سایہ زمیں پہ ہے

ناگاہ تیر ادھر سے چلے جانبِ امام ۹۶ گھوڑا بڑھا کے آپ نے حجت بھی کی تمام
نکلے ادھر سے شہ کے رفیقانِ تشنہ کام بے سر ہوئے پروں میں سرانِ سپاہ شام
بالا کبھی تھی تیغ کبھی زیرِ تنگ تھی
ایک اک کی جنگ مالکِ اشتر کی جنگ تھی

نکلے پئے جہاد عزیزانِ شاہِ دیں ۹۷ نعرے کیے کہ خوف سے ہلنے لگی زمیں
روباہ (خ) کی صفوں پہ چلے شیرِ خشم گیں کھینچی جو تیغ بھول گئے صف کشی لعیں
بجلی گری پروں پہ شمال و جنوب کے
کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے

اللہ رے علیؑ کے نواسوں کی کارزار ۹۸ دونوں کے نیچے تھے کہ چلتی تھی ذوالفقار
شانہ کٹا، کسی نے جو روکا سپر پہ وار گنتی تھی زخمیوں کی نہ کشتوں کا کچھ شمار
اتنے سوار قتل کیے تھوڑی دیر میں
دونوں کے گھوڑے چھپ گئے لاشوں کے ڈھیر میں

وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ وہ گوری کلائیاں ۹۹ آفت کی پھرتیاں تھیں غضب کی صفائیاں
ڈر ڈر کے کاٹتے تھے کماں کش کنائیاں نوحوں میں تھیں نبیؐ و علیؑ کی دہائیاں
شوکت ہو بہو تھی جنابِ امیرؑ کی
طاقت دکھا دی شیروں نے زینبؑ کے شیر کی

کس حسن سے حسنؑ کا جوانِ حسیں لڑا ۱۰۰ گھر گھر کے صورتِ اسدِ خشم گیں لڑا
دو دن کی بھوک پیاس میں وہ مہ جبیں لڑا سہرا اُلٹ کے یوں کوئی دولھا نہیں لڑا
حملے دکھا دیے اسدِ کردگار کے
مقتل میں سوئے ازرقِ شامی کو مار کے

چمکی جو تیغِ حضرتِ عباسؑ عرش جاہ ۱۰۱ روح الامیںؑ پکارے کہ اللہ کی پناہ
ڈھالوں میں چھپ گیا پسرِ سعد روسیاہ کشتوں سے بند ہوگئی امن و اماں کی راہ
چھٹا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے
لے لی ترائی، تیغوں کی موجوں میں تیر کے